تاریخ یہودیت اور اسلام کی مخالفت

ڈاکٹر عبدالصمد

یہودی یا بنی اسرائیل سامی الاصل تھے ان کا اصل وطن کون سا تھا اس کے متعلق ماہرین کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اکثریت کا خیال ہے کہ عراق ان کا اصل وطن تھا۔ دو ہزار قبل مسیح میں یہودی عراق سے شام و فلسطین کے علاقہ میں پھیل گئے انہوں نے بدویانہ زندگی کو خیر باد کہ کر یہاں سکونت اختیار کر لی پھر یہ لوگ مصر جا پہنچے اور یہاں سکونت پذیر ہوگئے (۱) مصر میں بنی اسرائیل پر جب بہت ظلم ڈھائے جا رہے تھے تو اسی دوران موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی نجات اور اصلاح کے لئے پیدا کیا۔ موسیٰ بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لے گئے (۲) موسیٰ کی وفات کے بعد یہودی فلسطین کے علاقہ میں داخل ہوئے یہاں بنی اسرائیل کی حکومت کو بہت ترقی حاصل ہوئی (۳) حجاز کے یہودیوں کا یہ دعویٰ تھا کہ سب سے پہلے وہ موسیٰ کے آخری عہد میں یہاں آ کر آباد ہوئے تھے (۴) لیکن درحقیقت یہودی جزیرۃ العرب میں عموماً اور شہر یثرب میں خصوصاً پہلی صدی مسیحی میں آئے (۵) جب ۷۰ عیسوی میں رومیوں نے فلسطین میں یہودیوں کا قتل عام کیا اور انہیں اس سرزمین سے بالکل نکال باہر کیا اس دور میں بہت سے یہودی قبائل بھاگ کر حجاز میں پناہ گزین ہوگئے کیونکہ یہ علاقہ فلسطین کے جنوب میں متصل ہی واقع تھا یہاں آ کر جہاں جہاں انہوں نے چشمے اور سرسبز مقامات دیکھے وہاں ٹھہر گئے اور رفتہ رفتہ اپنے جوڑ توڑ اور سود خوری کے ذریعہ سے ان پر قبضہ جمالیا۔ ایلہ، مقنا، تبوک، تیما، وادی القریٰ، فدک، خیبر اور یثرب پر اسی دور میں ان کا تسلط قائم ہوا (۶) مدینہ میں یہود کے تین قبائل آباد تھے، قینقاع، نضیر اور قریظہ۔ ان میں مجموعی طور پر بالغوں کی تعداد دو ہزار سے زیادہ تھی۔ بنو قینقاع میں لڑنے والوں کی تعداد سات سو تھی بنو نضیر میں لڑنے والوں کی تعداد تقریباً اتنی ہی تھی جبکہ بنو قریضہ کے بالغوں کی تعداد سات سو سے نو سو کے درمیان تھی ان تینوں قبائل کے باہمی تعلقات کشیدہ رہتے تھے اور کبھی کبھی لڑائیاں بھی ہوتی تھیں (۷) مدینہ میں یہود کی مخصوص بستیاں تھیں جن میں قلعہ اور مستحکم عمارتیں بنی ہوئی تھیں ان میں وہ مستقل طور پر رہتے تھے۔ بنو قینقاع کو جب بنو نضیر اور بنو قریضہ نے مدینہ کے نواحی محلّہ سے بھگایا تو وہ شہر کے اندر ایک خاص محلہ میں رہنے لگے بنو نضیر مدینہ سے دو تین میل کی

دوری پر وادی بطحان کی بلندی پر رہتے تھے۔ جو کھجوروں اور کھیتوں سے مالا مال تھا۔ بنو قریضہ مدینہ کے جنوب میں چند میلوں پر واقع مہزور کے علاقہ میں رہتے تھے۔ یہودیوں کو حکومت بنانے کا موقع نہیں ملا تھا چنانچہ وہ قبائلی سرداروں کی حمایت وحفاظت میں رہتے تھے اور اس کے بدلہ انہیں سالانہ محصول ادا کیا کرتے تھے جس کے سبب وہ بدؤں کے حملوں سے بھی محفوظ رہا کرتے تھے اس خطرہ کے پیش نظر یہودی مجبور تھے ہر یہودی سردار روسائے عرب میں سے کسی نہ کسی کو اپنا حلیف بنائے رکھتا تھا (۸) بنی قینقاع نے قبیلہ خزرج کی پناہ لے رکھی تھی جبکہ بنی نضیر اور بنی قریضہ نے قبیلہ اوس کی پناہ لے رکھی تھی تاکہ اطراف یثرب میں امن کے ساتھ رہ سکیں (۹)

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے تو اس وقت یہودیوں کی یہ صورتحال تھی کہ انہوں نے زبان، لباس، تہذیب، تمدن ہر لحاظ سے پوری طرح عربیت کا رنگ اختیار کرلیا تھا حتیٰ کہ ان کی غالب اکثریت کے نام تک عربی ہو گئے تھے لیکن اس کے باوجود عربوں میں بالکل جذب نہ ہوئے تھے انہوں نے شدت کے ساتھ اپنی یہودی عصبیت برقرار رکھی تھی یہ ظاہری عربیت انہوں نے صرف اس لئے اختیار کر رکھی تھی کہ اس کے بغیر وہ عرب میں نہ رہ سکتے تھے ان کے اندر اسرائیلیت کا شدید تعصب اور نسلی فخر وغرور پایا جاتا تھا۔ اس زمانے میں یہودی علما نے، جادوگری، فال گیری اور تعویذ گنڈوں کا کاروبار بھی چلا رکھا تھا جس کی وجہ سے عربوں پر ان کے علم اور عمل کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ (۱۰)

معاشی اعتبار سے بھی یہودیوں کی حیثیت عرب قبائل کی بہ نسبت زیادہ مضبوط تھی وہ مدینہ کی زراعت، تجارت اور صنعت پر چھائے ہوئے تھے (۱۱) عربوں کو یہ بھاری شرح سود پر قرضہ بھی دیتے تھے اور پھر سود در سود کا چکر چلاتے تھے اس طرح انہوں نے عربوں کو معاشی حیثیت سے کھوکھلا کر رکھا تھا ان کے تجارتی اور مالی مفادات کا تقاضا یہ تھا عربوں میں کسی کے دوست بن کر کسی سے نہ بگاڑیں اور نہ ان کی باہمی لڑائیوں میں حصہ لیں لیکن دوسری طرف ان ہی کے مفادات کا تقاضا یہ بھی تھا کہ عربوں کو باہم متحد نہ ہونے دیں اور انہیں ایک دوسرے سے لڑاتے رہیں کیونکہ وہ اس بات کو جانتے تھے کہ جب بھی عرب قبیلہ باہم متحد ہوئے وہ ان کو بڑی بڑی جائیدادوں، باغات اور سرسبز زمینوں پر قابض نہ رہنے دیں گے جو انہوں نے اپنے منافع خوری اور سود خوری سے پیدا کی تھیں مزید براں اپنی حفاظت کے لئے ان کے ہر قبیلہ کو کسی نہ کسی طاقتور عرب قبیلہ سے حلیفانہ تعلقات

قائم کرنے پڑتے تھے اسی بنا پر بارہا انہیں نہ صرف ان عرب قبائل کی باہمی لڑائیوں میں حصہ لینا پڑتا تھا بلکہ بسا اوقات ایک یہودی قبیلہ اپنے حلیف عرب قبیلہ کے ساتھ مل کر کسی دوسرے یہودی قبیلہ کے خلاف جنگ آزما ہو جاتا تھا۔ یہ حالات تھے جب مدینہ میں اسلام پہنچا اور رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد وہاں ایک اسلامی ریاست وجود میں آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ آنے کے بعد جو اولین کام کئے ان میں سے ایک یہ تھا کہ اوس اور خزرج اور مہاجرین کو ملا کر ایک برادری بنائی اور دوسرا کام یہ تھا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان واضح شرائط پر ایک معاہدہ طے کیا جس کا بنیادی نکتہ یہ تھا کہ مسلمان اور یہود باہم دوستانہ تعلقات رکھیں گے اور بیرونی دشمنوں کے مقابلہ پر سب متحد ہو کر دفاع کریں گے (۱۲)

یہودیوں کی معاندانہ روش اور اس کے اسباب

یہودی ایک ایسے نبی موعود کے منتظر تھے جو ان کی گزشتہ شان و شوکت، حکومت و سلطنت کو دوبارہ زندہ کرنے والا ہوگا (۱۳) عرب جب یہودیوں کو تنگ کرتے تو یہودی ان سے کہتے تھے کہ "اب ایک نبی کے مبعوث ہونے کا زمانہ عنقریب ہے ہم اس نبی کے ساتھ ہو کر تم کو مثل قوم عاد کے قتل کریں گے۔" (۱۴) اسی لئے یہودی رسول اللہ ﷺ کی مدینہ تشریف آوری سے خوش تھے (۱۵) ابتداء میں یہودیوں کا تأثر مسلمانوں، اہل مکہ اور اہل مدینہ کے درمیان کسی قدر غیر جانب داری اور خاموشی کا تھا بلکہ وہ شاید اسلام اور مسلمانوں کے طرف نسبتاً زیادہ مائل تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ رسالت اور روز آخرت پر ایمان (خواہ بعض تفصیلات میں اختلاف ہو) نیز اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، توحید وغیرہ میں وہ مسلمانوں سے کچھ قریب تھے (۱۶) اگرچہ ان کے عقائد پر جاہلیت چھائی ہوئی تھی بہر کیف ابتداء میں یہودی کسی قدر غیر جانبدار رہے لیکن بہت جلدی انہوں نے رسول اللہ ﷺ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف اپنی معاندانہ سرگرمیوں کا آغاز کر دیا اور ان کا یہ عناد روز بروز سخت سے سخت ہوتا چلا گیا اس کے چند اسباب تھے۔

(۱) مدینہ میں مذہبی اعتبار سے یہود کو ایک قسم کی بڑائی حاصل تھی دین داری کے اعتبار سے قابل عزت تصور کئے جاتے تھے لیکن اب اسلام سے ان کے پیشہ ورانہ مذہب کی پول کھلتی جاتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے مواعظ سن کر اہل مدینہ کو معلوم ہو گیا تھا کہ سچی دین داری کا مفہوم کیا ہے اس طرح ان کے عالموں اور پیروں کا کاروبار مدھم پڑتا جا رہا تھا (۱۷)

(۲) یہودی رسول اکرم ﷺ کو محض ایک رئیس قوم دیکھنا چاہتے تھے جو ان کے ساتھ بس ایک سیاسی معاہدہ کر کے رہ جائے اور صرف اپنے گروہ کے دینوی مفاد سے سروکار رکھے مگر انہوں نے جب یہ دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ آخرت، رسالت اور کتاب پر ایمان لانے کی دعوت دے رہے ہیں (جس میں خود ان کے اپنے رسولوں اور کتابوں پر ایمان لانا بھی ضروری تھا) اور معصیت کو چھوڑ کر ان احکام الٰہی کی اطاعت اختیار کرنے اور اخلاقی حدود کی پابندی کرنے کے لئے بلا رہے تھے جن کی طرف خود ان کے انبیاءؑ بھی دنیا کو بلاتے رہیں یہ چیز ان کو سخت ناگوار گزری تھی۔ان کو خطرہ پیدا ہوگیا تھا کہ اگر یہ عالمگیر تحریک چل پڑی تو اس کا سیلاب ان کی جامد مذہبیت اور ان کی نسلی قومیت کو بہالے جائے گا(۱۸)

(۳) قرآن کریم میں یہودیوں کے اخلاق اور اطوار کے بارے میں کھلی کھلی تنقیدیں نازل ہورہی تھیں مثلاً

''وہ جھوٹ باتوں کے سننے والے اور حرام مال کے کھانے والے ہیں''۔(سورۃ المائدۃ آیت ۴۲)''ان میں اکثر گناہ اور زیادتی کی طرف بڑھنے والے ہیں۔''(سورۃ المائدۃ آیت ۶۲)'' یہ سود کھانے والے ہیں حالانکہ انکو سود کھانے سے منع کر دیا گیا تھا''''اور یہ لوگوں کا مال اڑا لیتے ہیں''(سورۃ النساء آیت نمبر ۱۶۱)اس طرح کی بہت سی تنقیدیں سورۃ المائدۃ اور سورۃ البقرۃ اور سورۃ آل عمران وغیرہ میں موجود ہیں۔ان سب کو سن کر اکثر یہودی چراغ پا ہوجاتے ہیں اور اندھا دھند اسلام کی مخالفت کرنے لگتے تھے۔(۱۹)

اوس خزرج اور مہاجرین کو بھائی بھائی بنتا دیکھ کر اور یہ دیکھ کر کہ گردو پیش کے عرب قبائل میں سے بھی لوگ اسلام کی دعوت کو قبول کر رہے ہیں وہ سب مدینہ کی اس اسلامی برادری میں شامل ہوکر ایک ملت بنتے جا رہے ہیں اس سے یہودیوں کو یہ خطرہ پیدا ہوگیا کہ صدیوں سے اپنی سلامتی اور اپنے مفادات کی ترقی کے لیے انہوں نے عرب قبیلوں میں پھوٹ ڈال کر اپنا الو سیدھا کرنے کی جو پالیسی اختیار کر رکھی تھی وہ اب اس نئے نظام میں نہ چل سکے گی بلکہ ان کو عربوں کی ایک متحدہ طاقت سے سابقہ پیش آئے گا جس کے آگے ان کی چالیں کامیاب نہ ہوسکیں گی،(۲۰)

(۵) اسلام کے بڑھتے ہوئے اقتدار کو دیکھ کر انہیں یہ خطرہ صاف دکھائی دے رہا تھا کہ ایک نہ ایک دن انہیں اس کے آگے سر جھکانا ہی پڑے گا خصوصاً بدر کی جنگ کے بعد یہود کے کان کھڑے

ہوئے انہیں یہ اندیشہ صاف دکھائی دینے لگا کہ اب اسلام ایک طاقت بنتا جا رہا ہے لہٰذا انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ اپنی لڑائی کا آغاز کر دیا۔(۲۱)

(۶) معاشرہ اور تمدن کی جو اصلاح رسول اللہ ﷺ کر رہے تھے ان میں کاروبار اور لین دین کے تمام ناجائز طریقوں کے سدباب شامل تھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سود کو بھی آپ ناپاک کمائی اور حرام خوری قرار دے رہے تھے جس سے انہیں خطرہ تھا کہ اگر عرب پر آپؐ کی فرمانروائی قائم ہوگئی تو آپؐ اسے قانوناً ممنوع کر دیں گے اس میں ان کو اپنی اقتصادی موت نظر آتی تھی۔(۲۲)

(۷) یہود میں اس بات سے مزید اشتعال پیدا ہوگیا کہ ان کے بعض عالم جیسا کہ عبداللہ بن سلامؓ جن کا وہ بڑا احترام کرتے تھے۔ اسلام لے آئے۔ یہود کو اس کا خیال بھی نہیں آ سکتا تھا کہ ان جیسا شخص مسلمان ہو جائے گا اس بات نے ان کے سینے میں حسد اور جلن کی آگ اور بھڑکا دی۔(۲۳)

لہٰذا ان مذکورہ وجوہات کی بنا پر یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کو اپنا قومی نصب العین بنالیا آپ کو زک پہنچانے کیلئے کوئی چال کوئی تدبیر اور کوئی ہتھکنڈا استعمال کرنے میں ان کو ذرہ برابر تامل نہیں تھا۔ یہودی ہر اس شخص اور گروہ سے رابطہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے جو اسلام کا دشمن ہوتا تھا اور مسلمانوں کے اندر پھوٹ ڈالنے اور ان کو آپس میں لڑا دینے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے تھے۔(۲۴)

غزوہ بنو قینقاع

غزوہ بنو قینقاع کا واقعہ سن ۲ ہجری، ماہ شوال میں پیش آیا۔(۲۵) بنی قینقاع کے یہود سنار لوہار، اور ظرف ساز تھے اور اپنی شجاعت پر بڑا ناز تھا۔ آہن گر ہونے کی وجہ سے انکا بچہ بچہ مسلح تھا۔ سات سو مردان جنگ ان کے اندر موجود تھے یہ لوگ شہر مدینہ کے اندر ایک محلہ میں آباد تھے۔(۲۶) بنو قینقاع اہل مدینہ کے یہود میں سب سے زیادہ بہادر اور شجاع تھے قوم یہود میں سب سے پہلے انہوں نے ہی مسلمانوں سے جنگ کی (۲۷)

اسباب

جب رسول اللہ ﷺ بدر کی جنگ سے فتحیاب لوٹے تو یہودیوں کا حسد بڑھ گیا اور وہ بغاوت پر آمادہ ہوگئے اور جو معاہدہ ان میں اور مسلمانوں میں ہوا تھا اس کو توڑ دیا حالانکہ انہوں نے رسول

اللہ ﷺ سے جبکہ آپؐ مدینہ تشریف لائے تھے معاہدہ صلح (میثاق مدینہ) کیا تھا (۲۸) لیکن اس کے باوجود وہ اعلانیہ اسلام کے خلاف لب کشائی کرنے لگے صرف اتنا ہی نہیں مسلمانوں کی جملہ نقل وحرکت اور سرگرمیوں سے قریش مکہ کو واقفیت بہم پہنچانے لگے اس طرح مدینہ کے اندر ان کا وجود مسلمانوں کے لئے عظیم فتنہ اور خطرہ بن گیا (۲۹) چنانچہ ایک روز رسول اللہ ﷺ بنو قینقاع کے بازار میں تشریف لے گئے اور ان کو انہی کی کتابوں سے سمجھانے لگے اثناء وعظ میں آپؐ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اپنی بے دینی سے باز نہ آؤ گے تو جل شانہ کا تم پر اسی طرح غضب نازل ہوگا جیسا کہ قریش پر بدر میں نازل ہوا ہے اور ٹھیک اسی طرح تم لوگ بھی ذلیل وخوار ہو گے جیسا کہ وہ لوگ ہوئے ہیں۔ (۳۰) ابن ہشام کی روایت کے مطابق آپؐ نے ان سے یہ بھی فرمایا کہ تم اسلام قبول کرلو کیونکہ تم نے مجھے پہچان لیا ہے اور اللہ نے تم سے مجھ پر ایمان لانے کی بابت عہد لے لیا ہے جو کہ تمہاری کتاب تورات میں مذکور ہے۔ (۳۱) بنو قینقاع یہ سن کر برہم ہو گئے وہ رسول اکرم ﷺ کے روبرو بیہودہ گوئی کرنے لگے اور نامعقول باتیں بکنے لگے (۳۲) کہنے لگے

(اے محمدؐ) تم اس گھمنڈ میں نہ رہنا کہ تمہارا ایسی (قریش) قوم سے مقابلہ ہوا تھا جو لڑائی سے واقف ہی نہ تھی اس وجہ سے تم کو فتح حاصل ہوئی واللہ اگر تم ہم کو آزماؤ گے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم لوگ مرد ہیں۔ بنو قینقاع کو اس جواب سے تسکین نہیں ہوئی بلکہ بوجہ شامت اعمال نہایت درشتی سے انہوں نے آپ کو واپس کیا اور اس صلح نامہ سے منحرف ہو گئے جو رسول اکرم ﷺ سے ہجرت کے بعد میثاق مدینہ کیا تھا۔ (۳۳)

ان ہی ایام میں ایک اور واقعہ پیش آیا جو بنو قینقاع سے فوری جنگ کا سبب بنا۔ واقعہ یہ تھا کہ ایک مسلمان عورت بنوق کے بازار میں آئی اور ایک سنار کی دکان پر بیٹھ گئی وہ اپنے لئے زیور بنوا رہی تھی ایک یہودی آیا اور پیچھے سے اس کی قمیض پیٹھ تک کھول دی عورت کو خبر بھی نہ ہوئی جب وہ کھڑی ہوئی اس کی بے پردگی ہوگئی یہودی اس پر ہنسنے لگے (۳۴) اور اس مسلمان عورت کو خوب چھیڑا۔ عورت نے غل مچایا تو ایک مسلمان نے آ کر اس یہودی کو قتل کر دیا یہودیوں نے ہجوم کر کے اس مسلمان کو شہید کر دیا۔ اس مسلمان کے عزیزوں نے فریاد کی پھر تو بہت سے مسلمان یہودیوں کے مقابلہ پر اکٹھا ہو گئے اور جنگ کا بازار گرم ہو گیا۔ (۳۵)

رسول اکرم ﷺ کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو آپؐ نے ان پر حملہ کی تیاری شروع کر دی۔ ہجرت

کے بیسویں ماہ شوال کے نصف بے کے قریب ہفتہ کے دن رسول اللہ ﷺ جانثاروں کا ایک گروہ لے کران کی طرف بڑھے۔ مسلمانوں کا پرچم حمزہؓ بن مطلب کے ہاتھ میں تھا مدینہ میں آپؐ نے ابو لبابہؓ بن عبداللہ کو منتظم مقرر فرمایا(۳۶) بنوق میں سات سو آدمی لڑنے والے تھے جن میں سے تین سو آدمی زرہ پوش تھے یہ سب عبداللہؓ بن سلام کی قوم کے تھے پندرہ دن تک آپؐ نے ان کا بلا جنگ محاصرہ کیئے رکھا(۳۷) ان کا کوئی آدمی مقابلہ پرنہیں آیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کہنے پر ہتھیار ڈال دیئے اور قلعوں سے اتر آئے یہاں تک کے ان سب کی مشکیں باندھ دی گئیں آپؐ ان سب کو قتل کر دینا چاہتے تھے۔ (۳۸) مگر یہ یہودی بنی خزرج کے حلیف تھے اور اسی وقت عبداللہ بن ابی بن سلول رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے دوستوں کے ساتھ احسان کیجئے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس کو کچھ جواب نہ دیا اس نے پھر عرض کیا مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اس نے رسول اللہ ﷺ کی زرہ کا دامن پکڑ لیا آپ کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہوگیا، آپؐ نے کہا خرابی ہو تجھ کو میرا دامن چھوڑ دے۔ اس نے کہا میں ہرگز نہ چھوڑوں گا جب تک کہ آپؐ میرے دوستوں کی جان بخشی کر کے ان پر احسان نہ فرمائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جا ان کو تجھے بخشا(۳۹) اللہ کی تعالیٰ کی لعنت ہو ان پر اور اس سفارشی پر، پھر آپؐ نے ان کو جلا وطن ہونے کا حکم دیا اور ان کی املاک کو بطور غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور پانچواں حصہ خمس اپنے لئے خاص کیا۔ مال غنیمت میں مسلمانوں کو اسلحہ اور آلات جنگ کی ایک بڑی مقدار ملی۔ (۴۰) رسول اللہ ﷺ نے عبادہؓ بن الصامت کو اس کام پر مقرر کیا کہ وہ ان کو بال بچوں سمیت مدینہ سے خارج البلد کرآئیں چنانچہ حضرت عبادہؓ بن اصامت نے ان کو مدینہ کے باہر ذباب پہاڑ تک پہنچا دیا وہاں سے یہ شام کے قریوں کی طرف خود ہی چلے گئے۔ (۴۱)

نتائج

(۱) اس غزوہ سے یہودیوں کا زور کسی قدر ٹوٹ گیا ان کی طاقت میں کمی واقع ہوئی ان کی ریشہ دوانیوں سے مسلمانوں کو کچھ نجات ملی اس کا اثر مدینہ کے دوسرے یہودیوں پر بھی پڑا انہیں اندازہ ہوگیا کہ اگر انہوں نے بھی کوئی ایسی حرکت کی تو ان کا بھی ایسا ہی انجام ہوگا۔

(۲) اس غزوہ سے مسلمانوں کی دھاک میں اور اضافہ ہوا اور ہر چند کے جنگ بدر کے بعد مسلمان بحیثیت ایک بڑی طاقت کے منظر عام پر آ چکے تھے اسی اثناء میں غزوہ بنوقینقاع نے مسلمانوں کی عظمت اور فوجی قوت کی دھاک میں اضافہ کیا اس کے بعد کچھ عرصہ تک مدینہ کے یہودی اتنے خوفزدہ ہوئے کہ انہیں کوئی اور شرارت کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

(۳) یہ غزوہ مسلمانوں کے لئے معاشی اعتبار سے بہتری کا باعث بنا کیونکہ بنوقینقاع کو اپنے مال واسباب، اسلحہ اور آلات صنعت چھوڑ کر مدینہ کو خیر باد کہنا پڑا یہ تمام مال مسلمانوں کے ہاتھ آیا جس سے مسلمانوں کی معاشی حالت بہتر ہوئی اور آلات جنگ سے مسلمانوں کی فوج بھی مضبوط ہوئی۔

غزوہ بنو نضیر

اکثر مورخین نے غزوہ بدر کے واقعہ کو سن ۴ ہجری کا واقعہ قرار دیا ہے (۴۲) لیکن صحیح بخاری کی روایت کے مطابق، غزوہ بنی نضیر کا واقعہ غزوہ بدر کے چھ ماہ بعد اور غزوہ احد سے پہلے کا ہے (۴۳) اس اعتبار سے یہ واقعہ سن ۳ ہجری کا ہوا۔

سبب اور پس منظر

رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان کے قبائل نے رسول اللہ ﷺ سے چند آدمی تبلیغ کی غرض کے لئے طلب کیئے۔ آپؐ نے ستر صحابہ کرام کو ان کی طرف روانہ کیا لیکن ان قبائل نے دھوکا کیا اور ان سب کو شہید کر دیا (۴۴) یہ واقعہ بئر معونہ کے مقام پر پیش آیا اس لئے اس واقعہ کو بئر معونہ کا واقع کہا جاتا ہے۔ عمروؓ بن امیہ منذر بن محمد انصاریؓ اپنے باقی ساتھیوں سے پیچھے رہ گئے تھے جب یہ بئر معونہ کے مقام پر پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ ہمارے سارے ساتھی شہید کر دیئے گئے ہیں اسی اثناء میں منذرؓ بن محمد انصاری کو بھی کافروں نے شہید کر دیا اور عمرو بن امیہؓ کو اپنی ایک نذر پوری کرنے کی عوض رہا کر دیا (۴۵) عمروؓ بن امیہ یہاں سے واپس ہوئے جب وہ مقام قرقرہ پہنچے تو بنی عامر کے قبیلہ کے دو آدمی ملے ان کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کا عہد نامہ تھا مگر عمرو بن امیہؓ کو اس کا علم نہیں تھا انہوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا (۴۲) عمروؓ بن امیہ نے ان دونوں کو دشمن قبیلہ کے آدمی سمجھ کر انتقامی کاروائی کے طور پر قتل کیا تھا تا کہ ان سے انکی اس بے وفائی کا بدلہ لیں جوانہوں

نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے ساتھ بئر معونہ میں کیا تھا رسول اللہ ﷺ کو جب یہ واقعہ پتہ چلا تو آپؐ نے ناراضی ظاہر فرمائی اور دونوں مقتولین کے خون بہا ادا کرنے کا اعلان فرمایا (۴۷) اس خون بہا کا ایک حصہ معاہدہ کی رو سے بنونضیر کو بھی ادا کرنا ضروری تھا (۴۸) نیز بنی نضیر ایک طویل مدت سے بنی عامر کے حلیف رہے تھے اس بناء پر رسول اکرم ﷺ نے فیصلہ کیا کہ خون بہا ادا کرنے میں وہ آپؐ کی مدد کریں لہٰذا رسول اللہ ﷺ خون بہا کی ادائیگی کے سلسلہ میں بنی نضیر کی طرف تشریف لے گئے (۴۹) آپؐ کے ساتھ بہت سے مہاجر اور انصار تھے ان میں ابوبکرؓ، علیؓ، عمرؓ اور اسیدؓ بن نضیر بھی شامل تھے۔ آپؐ نے دیت کے مسئلہ کے بارے میں بنونضیر سے گفتگو کی۔ بنونضیر نے کہا ہم اس کے لئے پوری طرح آمادہ ہیں (۵۰) ہم حسب منشاء آپؐ کی مدد کریں گے مگر اس کے بعد بنی نضیر تنہائی میں چلے گئے اور وہاں مشورہ کیا کہ آپؐ کو قتل کر دیا جائے۔ (۵۱) اس کام کے لئے انہوں نے ایک شخص عمرو بن حجاج بن کعب کو آمادہ کیا، بنی نضیر نے یہ سازش کی کہ جس دیوار کے نیچے نبی کریم ﷺ تشریف رکھتے ہیں دوسری طرف سے مکان کی چھت پر چڑھ کر ایک بڑا پتھر آپؐ کے اوپر پھینک دیا جائے اس کام کا بیڑہ عمرو بن حجاج نے اٹھایا (۵۲) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی بنی نضیر کی اس سازش سے مطلع کر دیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ اس مقام سے اٹھ کر مدینہ چلے آئے بقیہ صحابہؓ وہیں بیٹھے رہے جب کچھ تاخیر ہوئی وہ بھی آپؐ کو تلاش کرتے ہوئے آپؐ کے پاس پہنچ گئے۔ آپؐ نے صحابہؓ کو بنی نضیر کی اس سازش کے بارے میں بتایا اور حملہ کرنے کا حکم دیا (۵۳)

آپ کو قتل کرنے کی سازش: یہودیوں نے میثاق مدینہ کے باوجود اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف مکمل سازشوں کا عمل جاری رکھا مسلم رواداری کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا حتیٰ کہ آپؐ کو قتل کرنے کی سازش کی گئی۔ یہودیوں کی سازش کے عیاں ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہؓ کو بنی نضیر کے پاس بھیجا اور ان سے یہ کہلا دیا کہ تم نے میرے ساتھ بیوفائی کرنا چاہی تھی اور مجھے قتل کرنے کی سازش کر کے تم نے اس عہد کی خلاف ورزی کی ہے جو میں نے تمہارے ساتھ کیا تھا۔ اسلئے اب تم یہاں سے نکل جاؤ (۵۴) تمہیں دس دن کی مہلت دی جاتی ہے اطراف مدینہ سے چلے جاؤ اگر اس مدت کے بعد بھی تم یہاں ٹھہرے رہے تو جو شخص بھی تم میں

سے کا پایا جائے گا اس کی گردن ماردی جائیگی۔(۵۵)اس دوران عبداللہ بن ابی نے یہودیوں کو پیغام بھیجا کہ تم اپنے شہر سے نہ جانا میں تمہارے ساتھ ہوں میرے ساتھ دو ہزار عرب اور میری قوم والے ہیں یہ سب جمعیت تمہارے ساتھ ہے ان کے علاوہ بنی قریظہ بھی تمہاری امداد کریں گے چنانچہ بنی نضیر کے یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کا حکم نہیں مانا انہوں نے جدی بن اخطب کو رسول اللہ ﷺ کے پاس اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ ہم تو اپنے وطن سے نہیں نکلتے اب جو تم سے ہو سکے کرلو۔اس پیغام کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے تکبیر پڑھی آپؐ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی اور کہا کہ یہودیوں نے لڑائی منظور کی ہے(۵۶)چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ابن ام مکتوم کو مقرر کیا اور بنونضیر کی طرف روانہ ہوئے۔یہ ربیع الاول کا مہینہ تھا۔بنونضیر قلعہ بند ہو گئے۔رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کرلیا(۵۷)چھ روز کے محاصرہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے کھجوروں کے باغات کاٹ ڈالنے اور درختوں کو جلا دینے کا حکم دیا(۵۸)اس وقت بنونضیر نے پروپیگنڈا کہ اے محمد تم فساد کرنے سے منع کرتے ہو اور فساد کر برا کہتے ہو اب کیا وجہ ہے کہ تم ہمارے باغوں کو کٹواتے اور جلواتے ہو(۵۹)کیا یہ فساد نہیں دراصل اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے جو درخت کٹوائے تھے وہ ''لینہ'' قسم کے کھجوروں کے تھے یہ ادنیٰ اور معمولی قسم کی کھجور ہوتی ہے جسے عام طور پر لوگ پسند نہیں کرتے(۶۰)اور یہ درخت بھی تمام باغوں سے نہیں کٹوائے تھے بلکہ بویرہ باغ میں بعض درختوں کو کٹوایا تھا اور بعض نذر آتش کئے گئے تھے(۶۱)ان درختوں کو کٹوانے کا مقصد یہ تھا کہ محاصرہ بآسانی کیا جا سکے اس لئے وہ درخت جو فوجی نقل وحرکت میں حائل نہ تھے انکو نہ کٹوایا گیا(۶۲)اس درختوں کے کاٹنے کی وجہ سے مسلمانوں کے دل میں یہ خلش پیدا ہونے لگی کہ کہیں ہم فساد فی الارض کے مرتکب تو نہیں ہو رہے تو اس پر اللہ پاک نے قرآن میں آیت نازل کر کے لوگوں کو مطمئن کر دیا(۶۳)سورۃ الحشر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ''تم نے کھجوروں کے جو درخت کاٹ ڈالے یا جنہیں تم نے ان کی جڑوں پر باقی رہنے دیا یہ سب اللہ تعالیٰ کے فرمان سے تھا اور اس لئے بھی کہ فاسقوں کو اللہ تعالیٰ رسوا کرے''(۶۴)بنی نضیر عبداللہ بن ابی کے بھروسہ پر کئی دن قلعہ بند رہے لیکن عبداللہ بن ابی کی طرف سے کوئی مدد نہ آئی حالانکہ عبداللہ بن ابی اور دوسرے منافقین نے ان سے کہا تھا کہ اگر تم مسلمانوں سے جنگ کرو گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ میں شریک ہونگے اور اگر تم یہاں سے اپنا گھر بار چھوڑ کر کہیں اور چلے جاؤ گے تو ہم بھی

چلے جائیں گے(۶۵)اس بارے میں سورۃ الحشر میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ''کیا تم نے منافقوں کو نہ دیکھا؟ کہ اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم جلاوطن کئے گئے تو ضرور بالضرور ہم بھی تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہونگے اور تمہارے بارے میں ہم کبھی بھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی جائے گی تو بخدا ہم تمہاری مدد کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ قطعاً جھوٹے ہیں اگر وہ جلاوطن کئے گئے تو وہ ان کے ساتھ نہ جائیں گے اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد (بھی) نہ کریں گے اور اگر (بالفرض) مدد پر آ بھی گئے تو پیٹھ پھیر کر (بھاگ کھڑے) ہونگے پھر مدد نہ کئے جائیں گی (مسلمانوں یقین مانو) کہ تمہاری ہیبت ان کے دلوں میں بہ نسبت اللہ کی ہیبت کے بہت زیادہ ہے اس لئے کہ یہ بے سمجھ لوگ ہیں یہ سب مل کر بھی تم سے لڑ نہیں سکتے ہاں یہ اور بات ہے کہ قلعہ بند مقامات میں ہوں یا دیواروں کی آڑ میں ہوں ان کی لڑائی تو ان میں آپس میں ہی بہت سخت ہے گو آپ انہیں متحد سمجھ رہے ہیں لیکن ان کے دل دراصل ایک دوسرے سے جدا ہیں اس لئے کہ یہ سب بے عقل لوگ ہیں'' (۶۶)

رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کا پندرہ دن تک محاصرہ رکھا اس زمانہ میں ان کو بالکل بے بس اور مجبور کردیا۔(۶۷) بنی نضیر کو کہیں سے کوئی مدد نہیں ملی چنانچہ انہوں نے لاچار ہو کر رسول اللہ ﷺ کو کہلا بھیجا کہ آپ ہماری جان بخشی کریں اور یہ اجازت دیں کہ جس قدر مال ہم سے اونٹوں پر لے جایا جاسکے ہم لے جائیں تو ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی اس بات کو منظور فرمایا اور وہ اپنا مال واسباب اونٹوں پر لاد کر لے گئے یہاں تک کے اپنے مکانوں کی چوکھٹ بھی لے گئے اور اپنے مکانوں کو اپنے ہاتھوں سے توڑ پھوڑ گئے بعض لوگ تو ان میں سے شام چلے گئے اور بعض خیبر میں جا بسے۔ جب بنی نضیر اپنی مال اولاد اور اپنی عورتوں کو لے کر روانہ ہوئے تو ان کی عورتیں گیت گاتیں اور دف بجاتی تھیں (۶۸) بنی نضیر میں سے صرف دو آدمیوں نے اسلام قبول کیا تھا(۶۹) بنی نضیر جب جانے لگے تو یہ مسئلہ بھی پیش ہوا کہ بنی نضیر کے ساتھ انصار کے کچھ بچے بھی ہیں انہوں نے کہا ہم اپنی اولاد کو بنی نضیر کے ساتھ نہیں جانے دیں گے دراصل واقعہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اوس وخزرج کی عورتوں میں یہ دستور تھا کہ جس عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا تھا تو وہ یہ منت مان لیتی تھی کہ اگر اس کا بچہ زندہ رہا تو وہ اس کو یہودی بنادے گی جب بنی نضیر کے یہودیوں کو جلاوطن کیا گیا تو ان میں انصار کے وہ بچے بھی تھے جو نذر کے طور پر یہودی بنادئے گئے تھے۔

انصار کہنے لگے کہ ہم اپنے لڑکوں کو نہیں جانے دیں گے تب اللہ تعالیٰ نے (سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۶) یہ آیت نازل فرمائی "دین میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے اب ہدایت اور گمراہی الگ الگ ہو چکی ہے۔" (یعنی کہ اگر تمہارے یہ بچے بخوشی اسلام قبول کر لیں تو تمہارے ساتھ رہ سکتے ہیں ورنہ ان کے ساتھ وہی معاملہ ہوگا جو یہودیوں کے ساتھ ہوا ہے) (۷۰)

بہر کیف بنی نضیر جو کچھ اپنے اونٹوں پر لاد کر لے جا سکے لے گئے باقی مال انہوں نے چھوڑ دیا ان میں ہتھیاروں کا ذخیرہ بھی تھا جس میں پچاس زرہیں، پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں تھیں (۷۱) بنو نضیر کا علاقہ جو مسلمانوں کے قبضہ میں آیا مدینہ سے تین چار میل کے فاصلہ پر تھا مسلمانوں کو اس کیلئے لمبا سفر کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی یعنی مسلمانوں کو اس میں اونٹ اور گھوڑے دوڑانے نہیں پڑے اس طرح لڑنے کی بھی نوبت نہیں آئی اور صلح کے ذریعہ یہ علاقہ فتح ہو گیا یعنی بغیر لڑے ان پر غلبہ حاصل ہو گیا اس لئے یہاں سے حاصل ہونے والے مال کو "فیئ" قرار دیا گیا جس کا حکم غنیمت کے حکم سے مختلف ہے گویا "فیئ" وہ مال ہے جو دشمن بغیر لڑے چھوڑ کر بھاگ جائے یا صلح سے حاصل ہو اور جو مال باقاعدہ لڑائی اور غلبہ حاصل کرنے کے بعد ملے وہ مال غنیمت ہے (۷۲) اس مال فیی کی تقسیم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ احکامات نازل فرمائے۔

"اور ان کا جو مال اللہ تعالیٰ نے رسول کے ہاتھ لگایا ہے جس میں نہ تو تم نے اپنے گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جس پر چاہے غالب کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ بستیوں والوں کا جو (مال) اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگائے وہ اللہ کا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں مسکینوں اور مسافروں کا ہے تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھ میں ہی مال گردش کرتا نہ رہ جائے اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ دیں لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔ (فیی) کا مال ان مہاجر مسکینوں کے لئے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ؐ کی مدد کرتے ہیں یہی راست باز لوگ ہیں اور (ان کے لئے) جنہوں نے اس گھر میں یعنی مدینہ اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنالی ہے اور اپنی ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے

اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی ہی سخت حاجت ہو (بات یہ ہے) کہ جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب (اور بامراد) ہے۔ (۷۳)

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے اس حکم کے مطابق مال فیی کو تقسیم فرمایا اس مال فیی میں کھجوروں کے باغات بھی شامل تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے بطور خاص آپ کو ہی مرحمت فرمائے اور مال کا اکثر حصہ آپؐ نے مہاجرین کو دیا اور دو ضرورت مند انصاریوں کو بھی دیا اور جو باقی بچا وہ صدقہ قرار پایا۔ (۷۴)

نتائج:

اس غزوہ کے نتیجے میں مدینہ سے یہودیوں کا زور ٹوٹ گیا اب مدینہ میں ان کی تعداد بہت کم رہ گئی لہٰذا ان کی شرانگیزیوں میں کسی قدر کمی آئی (۷۵) مسلمانوں کے لئے معاشی اعتبار سے بھی یہ غزوہ فائدمند ثابت ہوا اگرچہ بنی نضیر بہت کچھ اپنے ساتھ لے گئے تھے پھر بھی اپنے پیچھے کافی مال چھوڑ گئے تھے ان میں ہتھیار بھی شامل تھے جن میں پچاس زرہیں، تین سو چالیس تلواریں اور غلہ کا بہت بڑا ذخیرہ اور ان سب سے بڑھ کر ان کی زمینیں تھیں جو مسلمانوں کی ملکیت میں آئیں (۷۶)

ان فائدوں کے ساتھ ساتھ بنونضیر کی جلاوطنی مسلمانوں کے لئے ایک گہری سازش کا پیش خیمہ بھی ثابت ہوئی جو کہ غزوہ احزاب کی شکل میں سامنے آتی ہے دراصل غزوہ احزاب جو کہ عرب کے بہت سے قبائل کا مشترکہ حملہ تھا اس کی تحریک بنونضیر کے لیڈروں نے پیش کی تھی جو مدینہ سے جلا وطن ہو کر خیبر میں مقیم ہو گئے تھے انہوں نے دورہ کر قریش، غطفان، ہذیل اور دوسرے بہت سے قبائل کو اس بات پر آمادہ کیا کہ سب مل کر بہت بڑی جمعیت کے ساتھ مدینہ پر ٹوٹ پڑیں چنانچہ ان کی کوششوں سے شوال ۵ ہجری میں قبائل عرب کی اتنی بڑی جمعیت مدینہ کی بستی پر حملہ آور ہوئی جو اس سے پہلے کبھی عرب میں نہیں جمع ہوئی تھی مجموعی طور پر ان کی تعداد دس بارہ ہزار تھی (۷۷) لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھا۔ ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں بنونضیر جلاوطن ہو کر کچھ خیبر اور کچھ شام میں جا بسے (۷۸)

غزوہ بنی قریظہ

سن ۵ ہجری میں غزوہ احزاب کے فوراً بعد غزوہ بنی قریظہ کا واقعہ پیش آیا بنی قریظہ یہودیوں کا ایک بہت بڑا قبیلہ تھا جو کہ بنی نضیر کا ہم پلہ تھا۔ غزوہ احزاب سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ بنی قریظہ کی طرف چلئے۔ (۷۹) رسول اللہ ﷺ نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا

سبب اور پس منظر

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے مہاجرین اور انصار کے ساتھ ایک ایسا عہد نامہ (میثاق مدینہ) تحریر کرایا تھا جس میں یہود کو امان دی گئی تھی اور ان سے معاہدہ کیا گیا تھا جس میں ان سے مذہب اور مال واملاک کی حفاظت کی ذمہ داری لی گئی تھی کچھ شرطیں ان کے حق میں لگائی گئیں تھیں اور کچھ شرطیں ان پر عائد کی گئی تھیں جس میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ جنگ کی صورت میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ان پر لازم ہوگا لیکن بنی قریظہ نے عہد شکنی کی جنگ احزاب کے موقع پر انہوں نے مسلمانوں کے خلاف کفار سے اتحاد کرلیا اور اپنا عہد توڑ دیا۔ (۸۰)

جب رسول اللہ ﷺ کو ان کی اس عہد شکنی کی خبر ملی تو آپؐ نے سعدؓ بن معاذ کو جو اوس کے سردار تھے (اوس بنو قریظہ کے حلیف تھے) اور خزرج کے سردار سعدؓ بن عبادہ کو انصار کے کچھ لوگوں کے ساتھ اس خبر کی تصدیق کے لئے روانہ کیا وہاں انہوں نے جا کر پتہ لگایا تو جیسا سنا تھا حالت اس سے بھی بدتر پائی۔ جب سعدؓ بن عبادہ نے بنی قریظہ کے سردار کعب بن اسعد سے پوچھا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کا عہد کس سبب سے توڑا تو کعب نے کہا کہ میں نہیں جانتا رسول اللہ ﷺ کون ہیں ان سے میرا کوئی عہد و پیاں نہیں تھا۔ (۸۱) یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے الفاظ بھی استعمال کئے (۸۲)

بنی قریظہ کی بدعہدی سے مدینہ میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا کیونکہ اب مسلمان دونوں طرف سے گھیرے میں آ گئے تھے اور شہر کا وہ حصہ خطرہ میں پڑ گیا تھا جدھر دفاع کا بھی کوئی انتظام نہ تھا۔

مسلمانوں کے بال بچے بھی اسی طرف تھے اس صورتحال میں منافقین کی سرگرمیاں اور تیز ہو گئیں اور انہوں نے اہل ایمان کے حوصلہ پست کرنے کیلئے طرح طرح کی دل خراش و دل شکستہ باتیں اور نفسیاتی حملے شروع کر دیئے" کسی نے کہا ہم سے وعدہ تو قیصر و کسریٰ کے ملک فتح ہونے کے کئے

جارہے تھے اور حال یہ ہے کہ ہم رفع حاجت کیلئے بھی نہیں نکل سکتے'' کسی نے یہ کہہ کر خندق کے محاذ سے رخصت مانگی کہ اب تو ہمارے گھر بھی خطرہ میں پڑ گئے ہیں ہمیں پہلے جا کر ان کی حفاظت کرنی ہے۔ غرض یہ کہ منافقین اس قسم کی باتیں کرتے تھے کوئی کچھ کہتا اور کوئی کچھ کہتا تھا (۸۳) یہ ایسی شدید آزمائش کا وقت تھا جس میں ہر ایک ایسے آدمی کا پردہ فاش ہوگیا تھا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی نفاق موجود تھا صرف صادق و مخلص اہل ایمان ہی تھے جو اس کڑے وقت میں بھی فدا کاری کے عزم پر ثابت قدم رہے (۸۴) ان حالات میں اللہ کی رحمت نے جوش مارا یکا یک ایک رات سخت آندھی آئی جس سے دشمنوں کے خیمے الٹ گئے اور ان کے اندر شدید افراتفری برپا ہوگئی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ کاری وار وہ نہ سہہ سکے راتوں رات ہر ایک نے اپنے گھر کی راہ لی اور صبح تک میدان میں ایک دشمن بھی نہ تھا۔ (۸۵) اس پوری صورتحال کا نقشہ سورۃ الاحزاب میں بیان کیا گیا ہے (۸۶) اس مختصر سے روداد کے ذریعہ یہودیوں کی تاریخ ہمارے سامنے آجاتی ہے۔

آئو قلم کو ھاتھ میں لو

ملاؤ ہاتھ سبھی صلح و آشتی کے لئے — پڑھے لکھے ہو تو آؤ قلم کو ہاتھ میں لو
نکل نہ جائے کہیں وقت ہاتھ سے بے دام — کرو نہ دیر سفیر حرم کو ہاتھ میں لو
تمہارے ہاتھ قلم ہوگئے تو کیا ہوگا — ہے اب بھی وقت رہ محتشم کو ہاتھ میں لو
پکڑ لو ایسا راستہ فلاح مل جائے — تم اپنے پاؤں سے نقش قدم کو ہاتھ میں لو
پکڑلو ایسا راستہ فلاح مل جائے — تم اپنے پاؤں سے نقش قدم کو ہاتھ میں لو
بچاؤ راہزن وقت سے کتاب حیات — حدیث پاک شفیع الامم کو ہاتھ میں لو
خدا کے واسطے اپنے قلم کو ہاتھ میں لو

....

حواشی وحوالہ جات

(۱) بخاری ج/۱ کتاب الوحی باب ۱، کیف کان بداء الوحی الی رسول ﷺ، ص/۹۷ تا ۱۰۱
(۲) ایضاً، ص/ ۲۶۹
(۳) ایضاً، ص/ ۲۷۹
(۴) تفہیم القرآن، ج/ ۵، سورۃ الحشر ص/ ۳۷۰
(۵) نبی رحمتؐ، ص ۲۲۱
(۶) تفہیم القرآن، ج/ ۵ سورۃ الحشر، ص/ ۳۷۱
(۷) نبیؐ رحمت، ص/ ۲۲۳
(۸) ایضاً، ص/ ۲۲۴
(۹) تفہیم القرآن، ج/ ۵، سورۃ الحشر، ص/ ۳۷۲
(۱۰) ایضاً ص/ ۳۷۳
(۱۱) رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص/ ۲۲۲
(۱۲) تفہیم القرآن، ج/ ۵، سورۃ الحشر، ص/ ۳۷۴
(۱۳) رحمت للعالمین، ج/ ۱، ص/ ۹۷
(۱۴) سیرۃ ابن ہشام ص/ ۲۱۱؛ زادالمعاد فی ھدی خیر العباد (حصہ دوم) ص/ ۱۱۰
(۱۵) رحمۃ للعالمین، ج/ ۱، ص/ ۹۷
(۱۶) نبیؐ رحمت ص/ ۲۶۵
(۱۷) حیات طیبہ ص/ ۱۸۴
(۱۸) تفہیم القرآن، ج/ ۵، سورۃ الحشر، ص/ ۳۷۶
(۱۹) حیات طیبہ ص/ ۱۸۴
(۲۰) تفہیم القرآن، ج/ ۵، سورۃ الحشر، ص/ ۳۷۶
(۲۱) حیات طیبہ ص/ ۱۸۵
(۲۲) تفہیم القرآن، ج/ ۵، سورۃ الحشر، ص/ ۳۷۶

(۲۳) نبیؐ رحمت ص/ ۲۶۸
(۲۴) تفہیم القرآن، ج/ ۵، سورۃ الحشر، ص/ ۳۷۶
(۲۵) زادالمعاد فی ھدی خیر العباد (حصہ دوم) ص/ ۱۵۵
(۲۶) تفہیم القرآن، ج/ ۵، سورۃ الحشر، ص/ ۳۷۷
(۲۷) زادالمعاد فی ھدی خیر العباد (حصہ دوم) ص/ ۱۵۵
(۲۸) ابن اثیر، ص/ ۲۱۹ سیرۃ ابن ہشام، ص/ ۳۶۰
(۲۹) آنحضرتؐ بحیثیت سپہ سالار، ص/ ۱۶۶
(۳۰) تاریخ ابن خلدون ص/ ۹۶ ابوداؤد شریف، ج/ ۲ کتاب الخراج الفی والامارۃ باب ۵۵۲
کیف کان اخراج الیہود من المدینۃ ص/ ۴۴۴
(۳۱) سیرۃ ابن ہشام، ص/ ۳۶۰
(۳۲) مدراج النبوت (حصہ دوئم) ص/ ۱۷۹
(۳۳) تاریخ ابن خلدون ص/ ۹۶
(۳۴) ابن اثیر ص/ ۲۲۰
(۳۵) سیرۃ ابن ہشام، ص/ ۳۶۰
(۳۶) زادالمعاد فی ھدی خیر العباد (حصہ دوئم) ص/ ۱۵۵
(۳۷) تاریخ ابن خلدون ص/ ۹۷
(۳۸) تاریخ طبری ص/ ۲۰۷
(۳۹) سیرۃ ابن ہشام ص/ ۳۶۰
(۴۰) تاریخ طبری، ص/ ۲۰۷
(۴۱) ابن اثیر، ص/ ۲۲۱
(۴۲) سیرۃ ابن ہشام ص/ ۴۰۴ مدراج النبوت (حصہ دوئم) ص/ ۲۵۴ تاریخ طبری ص/ ۲۶۴
تاریخ ابن خلدون ص/ ۱۱۱۸ ابن اثیر ص/ ۲۷۷
(۴۳) بخاری، ج/ ۲ کتاب ال مغازی، باب ۴۸۱ حدیث بنی النضیر ص/ ۵۲۲
(۴۴) ایضاباب ۴۹۶ غزوہ الرجیع ورعل وذکوان وبئر معونہ ص/ ۵۵۲ تا ۵۵۴

(۴۵) سیرۃ ابن ہشام ص/۴۰۳
(۴۶) ایضاً باب ۴۹۶ غزوہ رجیع ورعل وذکوان وبئر معونہ ص/۵۵۲تا۵۵۴
(۴۷) سیرۃ النبی ﷺ، ج/۱،ص/ ۲۲۸ تاریخ ابن خلدون ص/ ۱۱۷ تفہیم القرآن، ج/۵ سورۃ الحشر، ص/ ۳۷۸
(۴۸) سیرۃ النبی ﷺ، ج/۱ص، ۲۳۸
(۴۹) مارٹن لنکس ص/ ۲۴۷، بخاری، ج/۲ کتاب المغازی باب ۴۸۱ حدیث النضیر ص/۴۲۲
(۵۰) تاریخ طبری ص/۲۶۴
(۵۱) ابن اثیر ص/ ۲۷۸
(۵۲) تاریخ طبری ص/۲۶۴
(۵۳) ابن اثیر ص/ ۲۷۸، تاریخ ابن خلدون، ص/ ۱۱۷
(۵۴) مارٹن لنکس ص/ ۲۴۸، تاریخ طبری ص/ ۲۶۶
(۵۵) تفہیم القرآن، ج/ ۵ سورۃ الحشر ص/ ۳۷۹ سنن ابوداؤد شریف، ج/۲، کتاب الخراج والفی والامارۃ باب ۵۲۲ کیف کان اخراج الیھود من المدینۃ ص/ ۴۴۵، حکیم ابو البرکات عبدالرؤف قادری داناپوری، اصح السیر فی ھدی خیر البشر ﷺ در مطبع ستارہ ھند واقع کلکتہ ۱۹۳۲، ص/۷۳
(۵۶) تاریخ طبری، ص/ ۲۶۶
(۵۷) سیرۃ ابن ہشام ص ۴۰۵
(۵۸) بخاری، ج/۲ کتاب المغازی باب ۴۸۱ حدیث النضیر ص/۵۲۳ تاریخ ابن خلدون ص۔ ۱۱۷
(۵۹) سیرۃ ابن ہشام ص/ ۴۰۵
(۶۰) سیرۃ النبی ﷺ ج۱،ص/ ۲۴۰
(۶۱) بخاری، ج/۲ کتاب المغازی باب ۴۸۱ حدیث النضیر ص/۵۲۳
(۶۲) تفہیم القرآن، ج/ ۵، سورۃ الحشر حاشیہ نمبر ۹، ص/ ۳۸۶
(۶۳) ایضاً ص، ۳۸۷
(۶۴) قرآن کریم مع اردو ترجمہ وتفسیر سورۃ الحشر آیت ۵ ص/ ۵۵۵؛

(٦٥) سیرۃ ابن ہشام، ص/ ٤٠٦
(٦٦) قرآن کریم مع اردو ترجمہ وتفسیر سورۃ الحشر آیات نمبر ۱۱ تا ۱۴، ص/ ۱۵۵۸ تا ۱۵۵۹
(٦٧) تاریخ طبری، ص/ ٢٦٧
(٦٨) سیرۃ ابن ہشام، ص/ ٤٠٦
(٦٩) ایضاً ص/ ٤٠٧
(٧٠) سنن ابوداؤد شریف، ج/ ٢ کتاب الجهاد باب ٣٨١ فی الاسیر یکرہ الاسلام ص/ ٣١٦ قرآن کریم مع اردو ترجمہ وتفسیر سورۃ الحشر حاشیہ ٢، ص/ ١١١
(٧١) سیرۃ النبی ﷺ، ج/ ١، ص/ ٢٤٠، اصح السیر فی ہدی خیر البشر ﷺ، ص/ ٧٣
(٧٢) قرآن کریم مع اردو ترجمہ وتفسیر سورۃ الحشر حاشیہ ٣، ص/ ١٥٥٥ تا ١٥٥٦
(٧٣) ایضاً سورۃ الحشر آیات ٦ تا ٩ ص/ ١٥٥٥ تا ١٥٥٧
(٧٤) سنن ابوداؤد شریف، ج/ ٢ کتاب الخراج والفئ والامارۃ باب ٥٢٣ فی خیر النضیر ص/ ٤٤٨
(٧٥) رسول اکرم کی سیاسی زندگی ص/ ٢٣٠
(٧٦) آں حضرت ﷺ بحیثیت سپہ سالار، ص/ ٢٤٠
(٧٧) تفہیم القرآن، ج/ ٤ سورۃ الاحزاب ص/ ٤٨
(٧٨) نبیٔ رحمت ص ٣٢٠ تا ٣٢١
(٧٩) مدارج النبوت (حصہ دوم) ص/ ٣٠٣
(٨٠) نبیٔ رحمت، ص/ ٣٣٨
(٨١) سیرۃ ابن ہشام، ص/ ٤١٤ تاریخ ابن خلدون، ص/ ١٢١
(٨٢) تاریخ طبری، ص/ ٢٨٢
(٨٣) سیرۃ ابن ہشام، ص/ ٤١٥ تاریخ طبری ص/ ٢٨٣
(٨٤) تفہیم القرآن، ج ٤، سورۃ الاحزاب ص/ ٦٠
(٨٥) ایضاً ص، ٦٢
(٨٦) سورۃ الاحزاب آیات ٩ تا ٢٧

اسلام اور نظریہ پاکستان کا محافظ، ملک و ملت کا ترجمان

انٹر نیشنل

علوم اسلامیہ

ششماہی

اردو، عربی، سندھی، انگریزی

سیرت النبی ﷺ نمبر

حب رسالتؐ۔ محمدؐ غیروں کی نظر میں۔ جہاد نبویؐ۔ طب نبویؐ۔ آپؐ کی عالمی [illegible]
انسانی حقوق کے محافظؐ۔ بعثت نبویؐ، انتہا پسندی کا خاتمہ۔ [illegible]
استحکام پاکستان۔ اخلاقؐ۔ عقیدۂ توحید، نکتۂ اتحاد، دستور حیات۔ [illegible]
بین المسلمین یگانگت۔ تجاویز برائے قومی سیرت کانفرنس۔

چیف ایڈیٹر پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی